© rasailojaraid.com

نگاہِ اولین | مدیر التحریر

قوم کو آزادی کا ایک اور مرحلہ مبارک ہو

14 مئی 2015ء کو کابینہ ڈویژن اسلام آباد میں منعقدہ سیکریٹریز کمیٹی کے اجلاس میں شرکاء کمیٹی کو آگاہ کیا گیا کہ ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے دستور 1973ء کے آرٹیکل 251 میں قومی زبان ''اردو'' کو سرکاری اور دیگر مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے انتظامات لازم قرار دیے گئے ہیں۔اس آرٹیکل کے مندرجات درج ذیل ہیں:

251(1) پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔اور یوم آغاز سے پندرہ برس کے اندر اندر اس کو سرکاری و دیگر اغراض کے لیے استعمال کرنے کے انتظامات کیے جائیں گے۔

(2) شق (i) انگریزی زبان اس وقت تک سرکاری اغراض کے لیے استعمال کی جا سکے گی، جب تک کہ اس کے اردو سے تبدیل کرنے کے انتظامات نہ ہو جائیں۔

(3) قومی زبان کی حیثیت کو متاثر کیے بغیر' کوئی صوبائی اسمبلی قانون کے ذریعے قومی زبان کے علاوہ کسی صوبائی زبان کی تعلیم، ترقی اور اس کے استعمال کے لیے اقدامات تجویز کر سکے گی۔

﴿2﴾ سیکریٹریز کمیٹی کو مطلع کیا گیا کہ 2003ء میں آئینی درخواست نمبر 56 دائر کی گئی۔ پھر 2012ء میں درخواست نمبر 112 داخل کی گئی، جن میں دستور کی شق 251 پر عمل درآمد کے لیے کہا گیا ہے۔ عدالت عالیہ میں کچھ عرصہ یہ درخواستیں مؤخر رہیں۔اب معزز عدالت کے حکم کی تعمیل میں کابینہ ڈویژن نے 23 اپریل 2015ء کو ایک جامع بیان Concise Statement دائر کیا۔معزز عدالت نے حکم دیا کہ دستور کی شق 251 پر عمل درآمد میں تاخیر کے ذمہ دار افراد کی نشاندہی کی جائے۔

﴿3﴾ 13 مئی 2015ء کو آئینی درخواست دوبارہ عدالت میں سنی گئی اور معزز عدالت نے حکم دیا کہ اس شق پر اس کی روح کے مطابق عمل درآمد کرنے کے لیے مستقبل کا ایک لائحہ عمل Road Map مرتب کیا جائے۔ نیز صوبائی حکومتوں کو بھی اس کیس میں شامل کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ چاروں صوبائی حکومتوں کو بھی نوٹس جاری کیے گئے اور کیس کی سماعت 20 مئی 2015ء تک مؤخر کر دی گئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

《4》 سیکرٹری وزارت اطلاعات نے اردو کو دفتری زبان کے طور پر رائج کرنے کے لیے ایک پیش کار (Presentation) میں شرکاء کو بتایا کہ اردو کو پورے ملک میں سرکاری زبان کے طور پر فروغ دینے کے لیے 4 اکتوبر 1979ء کو مقتدرہ قومی زبان کا ادارہ قائم کیا گیا، جو "محکمہ برائے فروغ قومی زبان" کہلاتا ہے۔ اس پر ایک کابینہ کمیٹی قائم کی گئی، جس کی سفارشات کو کابینہ کے اجلاس 5 اکتوبر 1982ء میں زیر غور لایا گیا۔ نیز ایک پارلیمانی کمیٹی بھی اس مقصد کے لیے قائم کی گئی تھی۔

《5》 "محکمہ فروغِ قومی زبان" نے ہزاروں لوگوں کی تربیت کا انتظام کیا تھا، لیکن دو سالوں سے کسی کی تربیت نہیں ہوئی۔ محکمے کے صوبائی اور علاقائی دفاتر بھی بند کیے گئے۔ البتہ اس نے دفتری اردو کے فروغ کے لیے دفتری لغات اور اصطلاحات کے تراجم شائع کیے۔ بہت سی کتابوں کا اردو ترجمہ بھی شائع کیا۔

《6》 شرکاء کمیٹی نے زور دیا کہ انگریزی سے دفتری اردو کی طرف منتقلی کے عمل میں لچک کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ تمام وزارتوں میں راتوں رات دفتری اردو کو رائج نہیں کیا جا سکتا۔ اس کام کا حجم بہت زیادہ ہے، لہٰذا بتدریج اس عمل کو آگے بڑھانا چاہیے۔ تحصیل اور ضلع کی سطح پر پہلے ہی اردو جاری ہے۔

《7》 کمیٹی نے اتفاق کیا کہ دفتری اردو کو رائج کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، لیکن تعلیمی نظام اور مقابلے کے امتحانات کو اس میں فی الحال شامل نہیں کرنا چاہیے۔

سیکرٹریز کمیٹی کے اجلاس کی سفارشات میں سے اہم پوائنٹ درج ذیل ہیں:

(iii) ہر وزارت میں ہنگامی طور پر دفتری اردو میں تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

(iv) مرحلہ وار منتقلی کا خیال رکھا جائے۔ نصابی معاملات میں اردو کو رائج کرنے کے لیے ہائر ایجوکیشن کمیشن اور صوبائی حکومتوں سے مشاورت کے بعد اقدامات اٹھائے جائیں۔

(ix) افسروں کی ابتدائی تربیتی اداروں میں دفتری اردو لازمی مضمون کے طور پر اختیار کیا جائے۔

(x) بنیادی پے سکیل 16-1 کے لیے NTS کے امتحانات اردو میں لیے جائیں۔

(xvii) مذکورہ بالا اہداف کو 6 ماہ کے عرصے میں مکمل کیا جائے۔

نمبر M.2015 SCM 01 تاریخ: 15 مئی 2015ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

التراث: مجلہ پاکستانی عوام کو غاصب انگریز کی ذہنی غلامی سے آزادی کے اس مرحلے پر مبارک باد دیتا ہے۔ نیز درخواست گزاروں کو کب اقبال، سید محمود اختر اور پاکستان کی عدالت عظمیٰ کو اس قانونی کارروائی پر خراجِ تحسین پیش کرتا ہے؛ جنہوں نے آزادئ پاکستان کی اساس ''دوقومی نظریہ'' میں روح پھونکنے کی کوشش کی۔ اللہ پاک انہیں اس راست اقدام پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

مسلمانانِ برصغیر نے اپنے دینی عقائد واحکام کے علاوہ بار بار کے تلخ تجربات سے بجا طور پر یہ سبق حاصل کرلیا کہ مسلمان' صلیب پرستوں کے سائے تلے' گاؤ پرستوں کی اکثریت کے ساتھ پرامن زندگی گزار سکتے ہیں نہ اپنے انسانی وسماجی حقوق حاصل کرسکتے ہیں۔ ان زمینی حقائق نے امت اسلامیہ کے سیاسی ومذہبی قائدین کی غالب اکثریت کے قلوب واذہان میں ''دوقومی نظریہ'' راسخ کردیا۔

مسلمانوں کی جانی ومالی قربانیوں کی ضرورت پڑی تو سیاسی قائدین نے صریح الفاظ میں بارہا اعلان کیا کہ ہم اپنے آزاد وطن میں ''اسلامی نظام'' نافذ کریں گے۔ وہاں کفار کی غلامی سے ''پاک'' معاشرہ قائم کریں گے۔ اور اسی بنیاد پر قوم نے اعماقِ قلوب سے یہ نعرہ لگایا: ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لَآ اِلٰـہَ اِلا اللّٰہ''

قیام پاکستان کے بعد ہندوستان سے ہجرت کرنے والے مسلمانوں پر ظلم وبربریت کے پہاڑ توڑے گئے۔ بیچاروں نے یہ سارے روح فرسا مظالم اسلامی نظام زندگی کی آس میں اللہ رب العزت سے بے تحاشا اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے سہ لیے۔ پھر نوزائیدہ ملک کو انگریزوں اور ہندوؤں کی ملی بھگت سے ہر طرح محروم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اقتصادی ودیگر شعبوں میں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا گیا۔ حتی کہ حدیث نبوی ''کَادَ الْفَقْرُ أَنْ یَکُوْنَ کُفْرًا'' کے مصداق لوگ آبادکاری اور گھریلو مسائل کی فکر میں جت گئے۔ عدیم الفرصتی میں ''فی الحال حسب سابق'' گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مجریہ 1935ء کا قانون نافذ کیا گیا، دفتری زبان ''حسبِ سابق'' انگریزی قرار پائی۔

ان گھمبیر مسائل کے حل میں بڑا وقت صرف ہوگیا اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اور پورے خلوص سے ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لَآ اِلٰـہَ اِلا اللّٰہ'' کا نعرہ لگانے والے لوگ بوڑھے ہوگئے۔ نئی نسل نے وہی نظام کہن وراثت میں حاصل کیا۔ جمہوریت کے ذریعے برسر اقتدار آنے والے حکمرانوں نے مختلف ٹیکسوں کے ذریعے جمہور کو لوٹ لیا۔ ادھر غیر ملکی قرضوں سے بیرون ملک جائیدادیں بنانے کی باری لگ گئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کافر اقوام نے بھاری سود پر قرضے جاری کرنے کے لیے اسلام دشمن، ملک دشمن شرائط عائد کر دیں۔ جنہیں ہمارے حکمرانوں نے سر آنکھوں پر بٹھا کر نافذ کیا۔ پھر بھی ''دو قومی نظریہ'' کم از کم قرار دادِ پاکستان اور آزادی پاکستان کے عظیم ایام میں ڈنکے کی چوٹ بیان کیا جاتا رہا۔ لیکن مسٹر پرویز مشرف نے نظریہ پاکستان کی بنیادوں کو گراتے ہوئے ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ ایجاد کیا۔ تعلیمی میدان میں کفر نوازی کی خطرناک کوششیں کیں۔ اسی ضمن میں نونہالانِ قوم پر انگلش میڈیم نصاب مسلط کیا گیا۔

ان خطرناک ادوار کے تلخ تجربات نے مسلم لیگ کو ایک مضبوط قومی حکومت قائم کرنے کا زرین موقع فراہم کیا۔ یہ اس حکومت کی ایک قابل قدر کارکردگی ہے کہ ''دو قومی نظریئے'' کی ایک شق کو زندہ کرتے ہوئے ''قومی زبان'' کو اس کی قانونی حیثیت دینے کی سنجیدہ کوشش کی ہے۔

تاہم سیکرٹریز کمیٹی کے اجلاس میں کچھ نکات ایسے ملتے ہیں، جو اس کے نفاذ میں ''اخلاص و سنجیدگی کے فقدان'' کی نشاندہی کرتے ہیں، یا کم از کم اردو زبان کے نفاذ میں ''غیر ضروری تاخیر'' کا سبب بن سکتے ہیں:

فقرہ نمبر 3: ''چونکہ دستور کی شق 251(3) کے تحت قومی سطح پر اردو اور صوبائی سطح پر علاقائی زبانوں کی ترویج لازم ہے......''

حالانکہ مذکورہ شق میں ''قومی زبان کی حیثیت کو متأثر نہ کرنے'' کی شرط پر صوبائی اسمبلیوں کو صوبائی زبان کی تعلیم، ترقی اور استعمال کے لیے اقدامات تجویز کرنے کی اجازت ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ''اقدامات تجویز کرنے کی اجازت'' اور ''علاقائی زبانوں کی ترویج لازم'' ہونے میں کتنا بڑا فرق ہے! یہ تضاد انگیز اور خطرناک فرق دستور کی آرٹیکل کی عائد کردہ شرط: ''قومی زبان کی حیثیت متأثر کیے بغیر'' کا ستیاناس کر رہا ہے۔

اردو زبان کی حیثیت کیا ہے؟ یہ کسی بھی قوم کی مادری زبان نہیں؛ بلکہ متحدہ ہندوستان کے مسلمان ''ہندی'' کے مقابلے میں ''اردو'' کو ''مسلمانوں کی زبان'' کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ لہٰذا اس زبان کی ''قومی'' حیثیت مسلمہ ہے۔ پھر ہر صوبے میں دوسری صوبائی یا علاقائی زبانیں استعمال کرنے والوں کی بڑی تعداد بستی ہے، ان کی اکثریت کے لیے صوبائی زبان اجنبی ہو سکتی ہے۔ اس طرح کوئی بھی صوبائی زبان تمام صوبائی باشندوں کے لیے آسانی سے قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ ہاں دستور کے مطابق صوبائی زبان کی تعلیم اور ترقی کے اقدامات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تجویز(7): تعلیمی نظام اور مقابلے کے امتحانات کو اس میں فی الحال شامل نہیں کرنا چاہیے۔

یہ ''فی الحال'' قومی زبان کی ترویج کو ''غیر معینہ مدت'' تک ملتوی کرنے کے مترادف ہے۔ جب تک تعلیمی نظام انگریز کی غلامی کا آئینہ دار رہے اور مقابلے کے امتحانات میں منہ ٹیڑھا کر کے انگریز بننے والوں کو ہی آگے آنے کا موقع دیا جائے؛ تو بیچارے ''قومی زبان'' کے لیے خلوص کا انجام ''عبرتناک'' ہونے میں کیا رکاوٹ حائل ہوگی؟!

سفارش(iv): ''تعلیمی اور نصابی معاملات میں اردو کو رائج کرنے کے لیے ہائر ایجوکیشن کمیشن اور صوبائی حکومتوں سے مشاورت کے بعد اقدامات اٹھائے جائیں۔''

اردو نصابِ تعلیم کے نفاذ کے لیے ان سے مشاورت کے بجائے عدالت عظمیٰ کے فیصلے پر عمل درآمد کا حکم دیا جانا چاہیے تھا۔ کیونکہ ہائر ایجوکیشن کمیشن اور صوبائی حکومتیں بھی عدالت عظمیٰ کے احکام پر عمل کے پابند ہیں۔

سفارش(x): پے سکیل 17 سے نیچے کے امتحانات ہی اردو میں لیے جائیں۔

اس سے اوپر کے امتحانات اب بھی دستورِ پاکستان کے خلاف انگریزی میں لینے سے اعلیٰ عہدوں پر بدستور انگریزوں کی ذہنی غلامی میں مبتلا افراد ہی براجمان ہوتے رہیں گے؛ جن کے ہاتھ میں اختیارات ہوتے ہیں۔ اس طرح قومی زبان کو رائج کرنے کا خواب پھر طاق نسیان کی زینت بن جانے کا قوی اندیشہ ہے۔

بہر حال ''قومی زبان'' کو سرکاری اور قومی سطح پر نافذ کرنا مسلمانانِ پاکستان کا ایک دیرینہ خواب تھا۔ پر خلوص کوششوں کے ذریعے اس کی راہ میں حائل مذکورہ بالا اور دیگر رکاوٹوں کو دور کیے بغیر اس کا رائج کرنا آسان نہیں ہوگا۔

''قومی زبان کے نفاذ'' سے کہیں زیادہ دستورِ پاکستان کی وہ شقیں لائق اعتناء اور واجب العمل ہیں، جن میں ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کو حقیقی معنوں میں ''اسلامی'' بنانے کا فیصلہ ہے۔ یعنی ''کتاب الٰہی اور سنت نبوی کا نفاذ'' یہی اس اسلامی ملک کے تمام مسائل کا واحد حل ہے، اور اللہ پاک سے کیے گئے اس اجتماعی اور قومی عہد و پیمان کو پورا کیے بغیر پاکستان کے عوام اور حکومت کو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ بندوں کی دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کس نظام حکومت میں ہے؟ اس حقیقت کو بندوں کا خالق و مالک ہی بہتر جانتا ہے۔ لہٰذا اسی مالک دو جہاں کا نازل کردہ نظام نافذ کرنا ہماری حکومت پر لازم ہے۔

© rasailojaraid.com